گیارھویں جماعت اردو (لازمی) - حصہ نظم: مکمل تشریح اور الفاظ معنی

(فیڈرل بورڈ / نیشنل بک فاؤنڈیشن)

1. حمد (حفیظ تائب)

شاعر: حفیظ تائب **ماخوذ از:** صلو علیہ و آلہ

شعر نمبر 1

کس کا نظام ، راہ نما ہے افق افق،
جس کا دوام ، گونج رہا ہے افق افق،
الفاظ معنی:
نظام: بندوبست، قانون قدرت
راہ نما: راستہ دکھانے والا
افق افق: جہاں زمین اور آسمان ملتے دکھائی دیں (مراد: کائنات کا ہر کونا)
دوام: ہمیشگی، ہمیشہ رہنے والا
تشریح: اس شعر میں شاعر حفیظ تائب اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہتے ہیں کہ وہ کون سی ذات ہے جس کا بنایا ہوا نظام کائنات کے ہر کونے میں رہنمائی کر رہا ہے؟ یقیناً وہ اللہ کی ذات ہے۔ اسی کی ذات کو ہمیشگی حاصل ہے اور اس کی موجودگی کا احساس کائنات کی ہر وسعت میں گونج رہا ہے۔ سورج، چاند اور ستاروں کا اپنے وقت پر آنا جانا اس بات کی گواہی ہے کہ اس کائنات کو چلانے والا ایک ہی رب ہے۔

شعر نمبر 2

شانِ جلال ، کس کی عیاں ہے جبل جبل،
رنگِ جمال ، کس کا جما ہے افق افق،
الفاظ معنی:
شانِ جلال: دبدبہ، بزرگی، ہیبت
عیاں: ظاہر
جبل: پہاڑ
جمال: خوبصورتی
جما ہے: چھایا ہوا ہے
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ دنیا کے بلند و بالا اور مضبوط پہاڑوں کو دیکھ کر کس کی طاقت اور جلال کا اندازہ ہوتا ہے؟ وہ اللہ ہی ہے جس نے ان پہاڑوں کو زمین پر میخوں کی طرح گاڑ دیا۔ دوسری طرف جب ہم افق کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں بکھرے ہوئے خوبصورت رنگ (سورج نکلتے اور غروب ہوتے وقت) اللہ کے حسن اور جمال کی عکاسی کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کا جلال پہاڑوں میں اور جمال کائنات کے رنگوں میں نظر آتا ہے۔

شعر نمبر 3

مکتوم کس کی موجِ کرم ہے صدف صدف،
مرقوم کس کا حرفِ وفا ہے افق افق،
الفاظ معنی:
مکتوم: چھپا ہوا

موج کرم: مہربانی کی لہر
(صدف: سیپی (جس میں موتی بنتا ہے
مرقوم: لکھا ہوا
حرفِ وفا: محبت اور وفا کی بات
تشریح: شاعر فرماتے ہیں کہ سمندر کی گہرائیوں میں موجود ہر سیپی کے اندر موتی بنانے کی صلاحیت کس نے چھپا رکھی ہے؟ یہ اللہ کی چھپی ہوئی مہربانی (موجِ کرم) ہے۔ اسی طرح کائنات کے ہر کنارے پر اللہ کی وفا اور محبت کا پیغام لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے چاہے وہ سمندر کی تہہ میں بند سیپی ہی کیوں نہ ہو۔

شعر نمبر 4

،کس کی طلب میں اہلِ محبت ہیں داغ داغ
،کس کی ادا سے حشر بپا ہے افق افق
:الفاظ معنی
طلب: خواہش، چاہت
(اہلِ محبت: اللہ سے محبت کرنے والے (عاشق
داغ داغ: دکھی، غم زدہ، عشق میں جلنے والے
حشر بپا ہونا: ہنگامہ ہونا، قیامت جیسی کیفیت
تشریح: اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اللہ والے (صوفیاء اور اولیاء) کس کی محبت میں بے چین رہتے ہیں اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں؟ وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں جو ہلچل اور ہنگامہ خیزی نظر آتی ہے، وہ سب اللہ ہی کے حکم اور اس کی قدرت کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے۔

شعر نمبر 5

،سوزاں ہے کس کی یاد میں تائبؔ نفس نفس
،فرقت میں کس کی شعلہ نوا ہے افق افق
:الفاظ معنی
سوزاں: جلتا ہوا
نفس نفس: ہر سانس
فرقت: جدائی
شعلہ نوا: جس کی آواز میں آگ ہو، درد بھری فریاد
تشریح: مقطع میں حفیظ تائب اپنا تخلص استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے تائب! تمھاری ہر سانس کس کی یاد میں جل رہی ہے؟ تم کس کی جدائی میں اس قدر تڑپ رہے ہو کہ تمھاری فریاد کائنات کے کناروں تک پھیل گئی ہے؟ مراد یہ ہے کہ شاعر کا دل اللہ کی محبت اور اس سے ملاقات کے شوق میں بے چین ہے اور یہ بے چینی اس کی شاعری اور دعاؤں میں ظاہر ہو رہی ہے۔

(نعت (سید نفیس شاہ .2

شاعر: سید نفیس شاہ **ماخوذ از:** برگِ گل **ردیف:** تجھ سا کوئی نہیں

بند نمبر 1

،اے رسولِ امیںؐ، خاتم المرسلیںؐ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
،ہے عقیدہ یہ اپنا با صدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
:الفاظ معنی
رسولِ امیں: امانت دار رسول
(خاتم المرسلین: رسولوں کا سلسلہ ختم کرنے والے (آخری نبی
با صدق و یقین: سچائی اور پکے یقین کے ساتھ

تشریح: شاعر حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اے امانت دار رسولؐ اور اے وہ ہستی جس پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا، پوری کائنات میں آپؐ جیسا کوئی نہیں ہے۔ یہ ہمارا پختہ ایمان اور سچا عقیدہ ہے کہ اللہ نے آپؐ کو بے مثال بنایا ہے۔ آپؐ کے اخلاق اور مرتبے کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

بند نمبر 2

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے،
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں،
الفاظ معنی:
دستِ قدرت: اللہ کا ہاتھ (مراد اللہ کی طاقت)
جملہ اوصاف: تمام خوبیاں
ازل: وہ وقت جس کی کوئی شروعات نہ ہو (ہمیشہ سے)
ابد: وہ وقت جس کی کوئی انتہا نہ ہو (ہمیشہ تک)
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرت والے ہاتھوں سے آپؐ کی تخلیق فرمائی اور تمام ظاہری و باطنی خوبیاں آپؐ کی ذات میں جمع کر دیں۔ آپؐ دنیا کے آغاز سے لے کر آخرت تک، ہر زمانے کے لیے سب سے حسین اور خوبصورت ہیں۔ حسنِ یوسفؑ مشہور ہے لیکن آپؐ کا حسنِ اخلاق اور حسنِ صورت دونوں بے مثال ہیں۔

بند نمبر 3

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی،
سید الاولین، سید الآخرین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں،
الفاظ معنی:
بزمِ کونین: دونوں جہانوں کی محفل (دنیا اور آخرت)
منظر پہ لانا: ظاہر کرنا
سید الاولین: اگلوں کے سردار
سید الآخرین: پچھلوں کے سردار
تشریح: شاعر تخلیق کائنات کا سبب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ نے یہ زمین و آسمان اور دونوں جہاں آپؐ ہی کی خاطر سجائے۔ اگرچہ آپؐ دنیا میں سب نبیوں کے بعد تشریف لائے، لیکن حقیقت میں آپؐ تمام اگلے اور پچھلے انسانوں اور نبیوں کے سردار ہیں۔ کائنات کی تخلیق کا مقصد ہی آپؐ کا ظہور تھا۔

بند نمبر 4

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا،
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں،
الفاظ معنی:
سکہ رواں ہونا: حکم چلنا، شہرت ہونا
عجم: عرب کے علاوہ دیگر ممالک (غیر عرب)
زیرِ نگیں: ماتحت، تابع، حکومت کے نیچے۔
تشریح: حضور ﷺ کی نبوت اور بادشاہت صرف عرب تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا اور آسمانوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ آپؐ کا دین اور آپؐ کا نام ہر جگہ بلند ہے۔ چاہے عرب کے لوگ ہوں یا غیر عرب (عجم)، سب آپؐ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں اور آپؐ کے احکامات کے تابع ہیں۔

بند نمبر 5

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی،
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں،
الفاظ معنی:
وسعتیں: پھیلاؤ

رفعتیں: بلندیاں
انفاس: "نفس" کی جمع، سانسیں
خلد: جنت
(یاسمین: چنبیلی کا پھول (خوشبو
تشریح: آپؐ کی زندگی میں زمین والوں کے لیے عاجزی اور وسعت ہے (یعنی آپؐ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں)، لیکن آپؐ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپؐ نے معراج کی رات عرشِ الٰہی تک پرواز کی۔ آپؐ کی مبارک سانسوں میں جنت کے پھولوں جیسی خوشبو ہے۔ آپؐ زمین اور آسمان دونوں کے لیے باعثِ رحمت ہیں۔

بند نمبر 6

،سدرۃ المنتہیٰ رہ گزر میں تری، قابِ قوسین گردِ سفر میں تری
،تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
:الفاظ معنی
سدرۃ المنتہیٰ: ساتویں آسمان پر بیری کا درخت جہاں فرشتے (جبرائیلؑ) رک جاتے ہیں
رہ گزر: راستہ
(قابِ قوسین: دو کمانوں کا فاصلہ (مراد: بہت زیادہ قربت جو اللہ اور نبیؐ کے درمیان معراج میں ہوئی
(گردِ سفر: سفر کی دھول (مراد: راستے کی منزلیں
قریں: قریب
تشریح: واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ جیسا مقام (جہاں جبرائیلؑ بھی رک گئے) آپؐ کے راستے کی ایک منزل تھی۔ آپؐ اس سے بھی آگے بڑھ گئے اور اللہ کے اتنے قریب ہوئے جیسے دو کمانیں آپس میں مل جاتی ہیں (قاب قوسین)۔ آپؐ اللہ (حق) کے قریب ہیں اور اللہ آپؐ کے قریب ہے۔ اس قربت میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔

(ملی نغمہ (احمد ندیم قاسمی .3

شاعر: احمد ندیم قاسمی **ماخوذ از:** ندیم کی نظمیں

شعر نمبر 1

،خدا کرے کہ مری ارضِ پاک پر اترے
،وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
:الفاظ معنی
ارضِ پاک: پاکستان کی پاک زمین
(فصلِ گل: بہار کا موسم (مراد: خوشحالی کا دور
اندیشۂ زوال: ختم ہونے یا تباہ ہونے کا ڈر
تشریح: شاعر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ میرے پیارے وطن پاکستان پر خوشحالی اور بہار کا ایسا موسم آئے جو کبھی ختم نہ ہو۔ یعنی پاکستان ہمیشہ ترقی کرتا رہے اور اس پر کبھی برا وقت یا زوال نہ آئے۔ یہ دعا پاکستان کے دائمی استحکام کے لیے ہے۔

شعر نمبر 2

،یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
،یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
:الفاظ معنی
مجال: ہمت، طاقت
(خزاں: پت جھڑ (مراد: مصیبت، دکھ، بدحالی
تشریح: شاعر چاہتا ہے کہ پاکستان میں جو بھی خوشی (پھول) آئے وہ عارضی نہ ہو بلکہ برسوں تک قائم رہے۔ یہاں کے لوگ ہمیشہ خوش رہیں۔ خزاں (یعنی بدحالی، دہشت گردی یا دکھ) کو اتنی ہمت بھی نہ ہو کہ وہ اس ملک کی طرف رخ کر سکے۔

شعر نمبر 3

یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے،
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو،
الفاظ معنی:
سبزہ: ہریالی (مراد: زرخیزی اور خوشحالی)
مثال نہ ہو: بے مثال ہو، لاجواب ہو
تشریح: سبز رنگ پاکستان کے جھنڈے کا بھی رنگ ہے اور خوشحالی کی علامت بھی۔ شاعر دعا کرتا ہے کہ پاکستان کے کھیت ہمیشہ ہرے بھرے رہیں، ہماری زراعت ترقی کرے اور ہماری خوشحالی پوری دنیا میں بے مثال ہو کہ کوئی دوسرا ملک اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

شعر نمبر 4

گھنی گھٹائیں یہاں ایسی بارشیں برسائیں،
کہ پتھروں سے بھی روئیدگی محال نہ ہو،
الفاظ معنی:
گھنی گھٹائیں: گہرے بادل
روئیدگی: اگنا، پودوں کا نکلنا
محال: ناممکن
تشریح: شاعر اللہ کی رحمت (بارش) کا طلب گار ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ اللہ ایسی رحمت کی بارش برسائے کہ پاکستان کا گوشہ گوشہ زرخیز ہو جائے۔ یہاں تک کہ جو بنجر زمینیں اور پتھر ہیں، ان میں سے بھی سبزہ اگ آئے (مراد یہ ہے کہ ناممکن حالات بھی ہمارے حق میں بہتر ہو جائیں اور رزق کی فراوانی ہو)۔

شعر نمبر 5

خدا کرے کہ وقار اس کا غیر فانی ہو،
اور اس کے حسن کو تشویشِ ماہ و سال نہ ہو،
الفاظ معنی:
وقار: عزت، مرتبہ
غیر فانی: کبھی ختم نہ ہونے والا
تشویشِ ماہ و سال: زمانے کے گزرنے کی فکر (بوڑھا ہونے یا کمزور ہونے کا ڈر)
تشریح: شاعر دعا گو ہے کہ اقوامِ عالم میں پاکستان کی عزت اور وقار ہمیشہ قائم رہے، اسے کبھی فنا نہ ہو۔ اس ملک کی خوبصورتی اور اس کا نظام وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمزور نہ ہو بلکہ مزید نکھرتا جائے، اسے زمانے کی گردشوں کا کوئی خوف نہ ہو۔

شعر نمبر 6

ہر ایک فرد ہو تہذیب و فن کا اوجِ کمال،
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو،
الفاظ معنی:
اوجِ کمال: بلندی کی انتہا
ملول: اداس، غمگین
خستہ حال: برے حال میں، غریب
تشریح: یہ شعر پاکستانی قوم کے لوگوں کے لیے ہے۔ شاعر چاہتا ہے کہ پاکستان کا ہر شہری تعلیم، تہذیب اور ہنر میں کمال کے درجے پر ہو۔ ہم اخلاقی اور فنی طور پر اتنے مضبوط ہوں کہ معاشرے میں کوئی بھی شخص اداس، پریشان یا غریب نہ رہے۔ سب کو برابر کے حقوق اور خوشیاں میسر ہوں۔

4. اے وادیِ لولاب (علامہ اقبال)

شاعر: علامہ محمد اقبال **ماخوذ از:** ارمغانِ حجاز

شعر نمبر 1

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب،
مرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب،
اے وادیِ لولاب!،
الفاظ معنی:
سیماب: پارہ (Mercury)، جو بہت بے چین ہوتا ہے اور چمکتا ہے
مرغانِ سحر: صبح کے وقت بولنے والے پرندے
وادیِ لولاب: کشمیر کی ایک خوبصورت وادی
تشریح: اقبال وادی لولاب (کشمیر) کے حسن اور وہاں کی اداسی کو بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اے وادی! تیرے چشموں کا صاف شفاف پانی ایسے بہہ رہا ہے جیسے تڑپتا ہوا پارہ ہو (خوبصورتی اور تیزی کی تشبیہ)۔ تیری فضاؤں میں صبح کے پرندے چہچہا رہے ہیں لیکن وہ بیتاب اور بے چین لگ رہے ہیں (یہ بے چینی غلامی کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور عشق کی وجہ سے بھی)۔

شعر نمبر 2

گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب،
دیں بندۂ مومن کے لیے موت ہے یا خواب،
اے وادیِ لولاب!،
الفاظ معنی:
صاحبِ ہنگامہ: جس میں جوش اور ولولہ ہو، متحرک
منبر و محراب: مسجد (مراد: مذہبی قیادت، علماء)
دیں: دین (اسلام)
خواب: غفلت
تشریح: یہ اقبال کا بہت اہم پیغام ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مسجدوں کے منبر اور محراب (یعنی علماء اور مذہبی پیشوا) قوم میں جوش، جذبہ اور عمل کی روح نہ پھونکیں، تو ایسا دین مسلمان کے لیے یا تو موت ہے (جو اسے ختم کر دے گا) یا پھر ایک خواب ہے (جس کا حقیقت سے تعلق نہیں)۔ دین کا مقصد انسان کو متحرک اور بیدار رکھنا ہے۔ اگر کشمیری مسلمان غلامی میں سوئے ہوئے ہیں تو یہ دین کی غلط تشریح ہے۔

شعر نمبر 3

ہیں ساز پہ موقوف نوا ہائے جگر سوز،
ڈھیلے ہوں اگر تار تو بے کار ہے مضراب،
اے وادیِ لولاب!،
الفاظ معنی:
موقوف: منحصر، انحصار ہونا
نوا ہائے جگر سوز: وہ آوازیں جو دل کو جلا دیں (درد بھری آوازیں)
مضراب: وہ آلہ جس سے ستار یا ساز کے تار چھیڑے جاتے ہیں
تشریح: اقبال ایک مثال دیتے ہیں کہ ساز (آلہ موسیقی) سے درد بھری اور اچھی آواز تب ہی نکلتی ہے جب اس کے تار کسے ہوئے ہوں۔ اگر تار ڈھیلے ہوں تو مضراب (ساز بجانے والا آلہ) مارنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر مسلمان قوم کے ارادے کمزور اور ڈھیلے ہوں گے، تو کوئی بھی لیڈر یا پیغام ان پر اثر نہیں کرے گا۔ انقلاب کے لیے قوم کا تیار اور منظم ہونا ضروری ہے۔

شعر نمبر 4

،مُلّا کی نظر نورِ فراست سے ہے خالی
،بے سوز ہے میخانہ صوفی کی مئے ناب
،!اے وادیِ لولاب
:الفاظ معنی
نورِ فراست: سمجھ بوجھ کی روشنی، دور اندیشی
بے سوز: جس میں گرمی یا تڑپ نہ ہو
(مئے ناب: خالص شراب (مراد: عشقِ حقیقی
تشریح: اقبال کشمیر (اور امتِ مسلمہ) کی زبوں حالی کا ذمہ دار روایتی مذہبی قیادت کو ٹھہراتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آج کے ملا (مذہبی عالم) کے پاس وہ بصیرت اور عقل نہیں رہی جو دین کی روح کو سمجھ سکے۔ اسی طرح صوفیوں کے خانقاہوں میں وہ عشقِ الٰہی کی خالص شراب (تعلیمات) تو ہے لیکن اس میں وہ تاثیر (سوز) باقی نہیں رہی جو انسان کا دل بدل دے۔ سب رسمی کارروائی بن کر رہ گیا ہے۔

شعر نمبر 5

،بیدار ہو دل جس کی فغانِ سحری سے
،اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب
،!اے وادیِ لولاب
:الفاظ معنی
(فغانِ سحری: صبح کے وقت کی آہ و زاری (دعا
درویش: اللہ والا، مردِ مومن
نایاب: جو نہ ملتا ہو، گم ہو چکا ہو
تشریح: اقبال افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ اس قوم میں اب وہ سچا درویش یا رہنما موجود نہیں ہے جس کی صبح کی دعاؤں اور درد بھری آواز سے سوئے ہوئے دل جاگ اٹھتے تھے۔ قوم کو ایسے لیڈر کی ضرورت ہے جو انہیں غلامی کی نیند سے جگائے، لیکن افسوس کہ ایک عرصے سے ایسا کوئی مردِ قلندر پیدا نہیں ہوا۔

5. کھڑا ڈنر (سید محمد جعفری)

(**شاعر:** سید محمد جعفری **صنف:** طنزیہ و مزاحیہ نظم **ہیئت:** مسدس (چھ مصرعوں کا بند

بند نمبر 1

،کھڑا ڈنر ہے غریب الدیار کھاتے ہیں
،بنے ہوئے شترِ بے مہار کھاتے ہیں
،اور اپنی میز پہ ہو کر سوار کھاتے ہیں
،کچھ اس طرح سے کہ جیسے ادھار کھاتے ہیں
،شکم غریب کی یوں فرسٹ ایڈ ہوتی ہے
،ڈنر کے سائے میں فوجی پریڈ ہوتی ہے
:الفاظ معنی
جہاں کھڑے ہو کر کھایا جاتا ہے (Buffet) کھڑا ڈنر: بوفے سسٹم
(غریب الدیار: پردیسی (یہاں مراد: بیچارے مہمان
(شترِ بے مہار: وہ اونٹ جس کی نکیل نہ ہو (مراد: بے قابو، بے ترتیب
شکم: پیٹ
فرسٹ ایڈ: ابتدائی طبی امداد
تشریح: شاعر شادی بیاہ یا تقریبات میں "بوفے سسٹم" (کھڑے ہو کر کھانے) کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ اس طرح کھا رہے ہیں جیسے پردیس میں کوئی بھوکا ہو۔ کوئی نظم و ضبط نہیں، لوگ بے مہار اونٹوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

لوگ میزوں پر ایسے جھکتے ہیں جیسے ان پر سوار ہو رہے ہوں اور اتنی جلدی کھاتے ہیں جیسے ادھار کا کھانا ہو اور کوئی چھین لے گا۔ ایسا لگتا ہے کہ پیٹ کو "فرسٹ ایڈ" دی جا رہی ہے اور یہ کھانا نہیں بلکہ کوئی فوجی پریڈ ہو رہی ہے جہاں بھاگ دوڑ لگی ہے۔

بند نمبر 2

کھڑے ہیں میز کنارے جو ایک پلیٹ لیے،
ادھر ادھر کے جو کھانے تھے سب سمیٹ لیے،
یہ میز ہو گئی خالی اب اور ٹیٹ لیے،
پلاؤ کھا چکے اب زردہ اور سویٹ لیے،
تھی ایک مرغ کی ٹانگ اور رقیب لے بھاگا،
مرا نصیب بھی جاگا پہ دیر میں جاگا،
الفاظ معنی:
ٹیٹ (Tete): (انگریزی لفظ مراد سمت یا ٹارگٹ
رقیب: دشمن (مراد: دوسرا مہمان جو کھانا لے گیا)
نصیب جاگا: قسمت کھلی
تشریح: شاعر ایک منظر کشی کرتا ہے کہ ایک شخص پلیٹ لے کر کھڑا ہے اور اس نے آس پاس کے سارے کھانے اپنی پلیٹ میں جمع کر لیے ہیں۔ ایک میز خالی کی تو فوراً دوسری میز کا رخ کیا۔ پلاؤ کے بعد میٹھا اور زردہ بھی ٹھونس لیا۔ شاعر طنز کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے مرغی کی ایک ٹانگ نظر آئی تھی لیکن میرا دشمن (دوسرا بھوکا مہمان) اسے لے اڑا۔ میری قسمت جاگی تو سہی لیکن دیر ہو چکی تھی، کھانا ختم ہو چکا تھا۔

بند نمبر 3

کباب اٹھایا تو اس میں لپٹ گیا دھاگا،
پتہ یہ کیا کہ نہ پیچھا ہے جس کا نے آگا،
یہ کیا خبر تھی میں آیا تھا جب ڈنر کھانے،
کہ سر سجائے ہوئے ہیں یہاں پہ افسانے،
(نوٹ: اس بند میں 4 مصرعے دیے گئے ہیں)
الفاظ معنی:
نے پیچھا نے آگا: نہ شروع نہ آخر (بے سر و پا)
افسانے: کہانیاں (مراد: عجیب و غریب کھانے)
تشریح: شاعر اپنی بدقسمتی کا حال سناتا ہے کہ جب اس نے کباب اٹھانے کی کوشش کی تو اس کے ساتھ دھاگا لپٹ کر آ گیا (یعنی کچا یا خراب بنا ہوا تھا)۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ شاعر کہتا ہے مجھے کیا معلوم تھا کہ ڈنر کے نام پر یہاں عجیب و غریب داستانیں (خراب کھانے) میرے سر پڑ جائیں گی۔

بند نمبر 4

یہ شخص دیکھنے میں جو بڑا نمازی ہے،
حقیقوں کا نہ کہنا زمانہ سازی ہے،
یہی اڑائے گا مرغی جو موٹی تازی ہے،
ڈنر کیا ہے یہ گھڑ دوڑ کی سی بازی ہے،
لگائی بھوک میں مہمیز جس نے پار ہوا،
نہیں تو میری طرح سے ڈنر میں خوار ہوا،
الفاظ معنی:
زمانہ سازی: دنیا داری، دھوکا
گھڑ دوڑ: گھوڑوں کی ریس
مہمیز: وہ ایڑی یا کانٹا جو گھوڑے کو تیز بھگانے کے لیے مارا جاتا ہے
خوار ہوا: ذلیل ہوا، بھوکا رہا

تشریح: شاعر ایک بظاہر شریف اور نمازی شکل والے آدمی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی شرافت دھوکا ہے۔ یہ شخص سب سے پہلے موٹی تازی مرغی ہڑپ کر جائے گا۔ یہ ڈنر نہیں بلکہ گھوڑوں کی ریس ہے، جس نے اپنی بھوک کو "مہمیز" لگائی (یعنی تیزی دکھائی) وہ کامیاب ہو گیا اور کھانا لے اڑا، اور جو میری طرح شرافت سے کھڑا رہا، وہ ذلیل ہوا اور بھوکا رہ گیا۔

بند نمبر 5

وہ ایک میز خواتین گرد صف آرا،
لبوں سے ان کے رواں گفتگو کا فوارہ،
میں ایک گوشے میں سہما کھڑا ہوں بیچارہ،
کہ یہ ہٹیں تو اٹھاؤں میں نان کا پارہ،
امیرِ حلقہ خوباں جو مرغ و ماہی ہیں،
تو ہم شہیدِ ستم ہائے کم نگاہی ہیں،
الفاظ معنی:
گرد صف آرا: ارد گرد لائن بنا کر کھڑی ہوئیں
گوشے میں: کونے میں
نان کا پارہ: روٹی کا ٹکڑا
امیرِ حلقہ خوباں: حسینوں کے گروہ کا لیڈر
مرغ و ماہی: مرغی اور مچھلی
ستم ہائے کم نگاہی: نظر انداز کیے جانے کا ظلم
تشریح: آخری بند میں شاعر خواتین کی میز کا نقشہ کھینچتا ہے۔ خواتین نے میز کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور ان کی باتیں فوارے کی طرح جاری ہیں (یعنی مسلسل باتیں کر رہی ہیں اور کھانا نہیں چھوڑ رہیں)۔ شاعر کہتا ہے میں ایک کونے میں ڈرا ہوا کھڑا ہوں کہ کب یہ خواتین ہٹیں اور میں روٹی کا ایک ٹکڑا حاصل کر سکوں۔ وہ حسین لوگ تو مرغی اور مچھلی کے مزے لوٹ رہے ہیں اور ہم جیسے لوگ ان کی بے توجہی کا شکار ہو کر بھوک سے شہید ہو رہے ہیں۔